مجلس تحفظِ ختمِ نبوّت پاکستان کا ترجمان

ہفت روزہ ختمِ نبوّت کراچی

حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم

ہر مہینہ کے شروع میں تین
دن روزہ رکھا کرتے تھے اور
جمعہ کے دن بہت کم افطار
کرتے تھے

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ

جلد نمبر ۲

۲ تا ۸ مارچ سنہ ۱۹۸۴ء بمطابق ۲۹ جمادی الاول تا ۵ جمادی الثانی ۱۴۰۴ھ

شمارہ ۳۸

خصائل نبوی برشمائل ترمذی

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پینے کے طرز کا ذکر

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب سہارنپوری مہاجر مدنی رح

(۹) حدثنا عبد اللہ بن عبد الرحمٰن حدثنا ابو عاصم عن ابن جریج عن عبد الکریم عن البراء بن زید ابن ابنۃ انس بن مالک عن انس بن مالک ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم دخل علی ام سلیم وقربۃ معلقۃ فشرب من فم القربۃ وھو قائم فقامت ام سلیم الی راس القربۃ فقطعتھا۔

ترجمہ۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میری والدہ ام سلیم کے گھر تشریف لے گئے وہاں ایک مشکیزہ لٹکا ہوا تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہی کھڑے اس میں سے پانی نوش فرمایا ام سلیمؓ کھڑی ہوئیں اور اس مشکیزہ کے منہ کو کتر کر رکھ لیا۔

فائدہ:۔ حضرت کبشہ کی حدیث بھی اسی نوع کی گذر چکی ہے۔ لٹکے ہوئے مشکیزہ سے بیٹھ کر پانی پینا ویسے بھی مشکل ہے اس لیے ضرورت کے درجے میں بھی یہ واقعات داخل ہیں۔ ام سلیم کے قصے میں بعض حدیثوں میں اس کی تصریح ہے کہ انہوں نے مشکیزہ کترتے ہوئے یہ کہا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اب کوئی اس کو منہ لگا کر نہیں پی سکتا۔ جس سے معلوم ہوا کہ انہوں نے اوپر کا کتر لیا۔

(۱۰) حدثنا احمد بن نصر النیسابوری، حدثنا اسحٰق بن محمد الفروی حدثتنا عبیدۃ بنت نائل عن عائشۃ بنت سعد بن ابی وقاص عن ابیھا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یشرب قائما وقال ابو عیسٰی وقال بعضھم عبیدۃ بنت نابل۔

ترجمہ:۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے پانی نوش فرما لیتے تھے۔

فائدہ:۔ یہ عادت شریفہ نہیں بلکہ گاہے گاہے کسی ضرورت سے ایسا کرتے تھے۔ چنانچہ پہلے مفصل گذر چکا ہے۔

مذاق

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپؐ ہم سے مذاق بھی فرما لیتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہاں ہاں۔ مگر میں کبھی غلط بات نہیں کہتا۔

فہرست

۱	خصائل نبوی ؐ	
	حضرت شیخ الحدیث رح	۲
۲	افادات عارفی ۔	
	حضرت ڈاکٹر عبدالحی صاحب	۴
۳	ابتدائیہ	
	مولانا منظور احمد الحسینی	۵
۴	قادیانیوں کے ایک اعتراض کا جواب	
	مولانا تاج محمد صاحب	۶
۵	آنحضرت ؐ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا ۔	
	مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی	۸
۶	محبت رسول ؐ اور حضرت مدنی رح	
	مولانا محمد اقبال رنگونی	۱۱
۷	کاروان ختم نبوت	
	منظور احمد الحسینی	۱۶
۸	مرزائیت علم اور عقل کی روشنی میں	
	مولانا محمد زاہد الحسینی	۱۷
۹	آپ کے مسائل	
	مولانا محمد یوسف لدھیانوی	۲۱

جلد ۲ شمارہ نمبر ۳۸

شعبۂ کتابت
حافظ عبدالستار واحدی
حافظ گلزار احمد

ہفت روزہ ختم نبوت کراچی

زیر سرپرستی
حضرت مولانا خان محمد صاحب دامت برکاتہم
سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف

مدیر مسئول
عبدالرحمٰن یعقوب باوا

مجلس ادارت
مفتی احمد الرحمان
مولانا محمد یوسف لدھیانوی
ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر
مولانا بدیع الزمان
مولانا منظور احمد الحسینی

فی پرچہ ۱/- ڈیڑھ روپیہ

بدل اشتراک

سالانہ	۶۰ روپیہ
ششماہی	۳۵ روپیہ
سہ ماہی	۲۰ روپیہ

برائے غیر ممالک بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک

سعودی عرب	۲۱۰ روپیہ
کویت، ابوظہبی، شارجہ، دوبئی، اردن اور	
بھارت	۲۲۵ روپیہ
یورپ	۲۹۵ روپیہ
آسٹریلیا، برما، انڈونیشیا	۲۴۰ روپیہ
افریقہ	۴۱۰ روپیہ
افغانستان، بنگلہ دیش	۱۶۵ روپیہ

فون نمبر ۔
۷۱۹۶۱

رابطہ دفتر
دفتر مجلس تحفظ ختم نبوت جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ پرانی نمائش کراچی ۳

ناشر ۔ عبدالرحمٰن یعقوب باوا
طابع ۔ کلیم الحسن نقوی انجمن پریس کراچی
مقام اشاعت ۔ ۲/A سائرہ مینشن ایم اے جناح روڈ، کراچی

ترتیب: منظور احمد الحسینی

افاداتِ عارفی

عارف باللہ حضرت ڈاکٹر عبدالحی صاحب عارفی مدظلہ العالی

فرمایا:۔ وقت بہت کم ہے خدا کے لئے جائزہ لو. خانگی امور کو دیکھو. کاروباری زندگی وغیرہ کو دیکھو. کہ کس نیت سے کرتے ہو. جائزے کے لئے تھوڑا وقت نکالو. روزانہ جائزہ لینے بیٹھ جایا کرو. اور کہا کر. یا اللہ میں عزم مصمم کرتا ہوں. کہ آج جو کچھ بھی کروں گا. آپ کی رضاجوئی کے لئے کروں گا. روزانہ ایسے کرتے رہو. انشاء اللہ خدائی اعانت اور تقویت ضرور حاصل ہوگی. تم نے اللہ میاں سے مانگا ہی نہیں جب مانگا نہیں تو ملے کیسے. ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء کے معنی حضرت والا فرماتے ہیں. یہ ہے. کہ جو چاہے گا ہم اس کو اپنا فضل دیں گے۔ تو آپ اللہ میاں سے کہیں. یا اللہ! ہم آپ کا فضل چاہتے ہیں. ہمیں دے دیجئے. مانگ تو اللہ میاں سے. ان کا وعدہ ہے. کہ دیں گے. ہماری حالت یہ ہے. کہ جب دعا مانگتے ہیں تذبذب سے مانگتے ہیں. جانے قبول ہوگی یا نہیں. یوں کیوں نہیں کہتے کہ ضرور قبول ہوگی اور اسی نیت سے مانگیں. جس دن آپ نے یہ طے کر لیا قبول ہو جائے گی. دعا مانگ رہے ہیں. دل سے کہیں دماغ سے کہیں بس زبان سے کہے چلے جا رہے ہیں. ایسی دعا کیسے قبول ہوگی. نادان! کائنات میں سے کسی اور کے آگے اس طرح التجا کے ساتھ ہاتھ اٹھا کر مانگتے ہو. جب دعا کے لئے بارگاہ الٰہی میں ہاتھ اٹھا لئے. رسمی سہی، بے دلی سہی مگر یقین کے ساتھ ہو. کس کے سامنے اٹھے ہوئے ہیں. عالم امکان میں امت مسلمہ کے سوا کوئی اس مقام پر نہیں پہنچا اس کو اجازت ہے. جب چاہے. آ جائے بلا تامل آ جائے. اب سجدے میں سر رکھ کر کہو کیا مانگتے ہو.. بندہ کہتا ہے یاحی یاقیوم برحمتک استغیث بس ایک آستانے پر آ جاؤ. انشاء اللہ کامیابی ہوگی. یقین کے ساتھ اور مچل کے اپنے اللہ سے مانگو. جیسے بچہ اپنے والد یا والدہ سے مچل کر مانگتا ہے. دیکھوں کیسے قبول نہیں ہوتی. اللہ تعالےٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے. ایمان میں کمال اور تقویت عطا فرمائے. اتباع سنت کی توفیق عطا فرمائے. یا اللہ! ہمارے ایمان کو قوی فرما دیجئے. تقاضائے عمل بیدار فرما دیجئے. حدود شرع اور سنت کے اندر کر دیجئے. آپ قادر مطلق ہیں ہم محتاج ہیں. ایاک نعبد و ایاک نستعین بحرمۃ سید المرسلین آمین یا الٰہ العالمین

ضروری نوٹ

تمام قارئین کی خدمت میں ایک بار پھر گذارش کی جاتی ہے کہ خط و کتابت کرتے وقت اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں

ابتدائیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفیٰ والصلوٰۃ والسلام علی من لانبی بعدی

موجودہ حکومت کی پالیسی اور قادیانیت کا فروغ

قادیانیوں کا "طریقہ واردات" یہ ہے کہ وہ شہر کے کسی علاقے میں کسی رہائشی مکان کو اپنی سرگرمیوں کا مرکز بناتے ہیں رفتہ رفتہ وہاں اجتماع شروع کر دیا جاتا ہے۔ پھر اذان وجماعت ہونے لگتی ہے پھر لاؤڈ سپیکر کا استعمال شروع کر دیا جاتا ہے پھر وہاں کے نوجوانوں اور بھولے بھالے مسلمانوں پر تبلیغ شروع کر دی جاتی ہے اور جب وہ دیکھتے ہیں کہ مسلمان خواب غفلت میں مست ہیں اور کوئی ان کا نوٹس نہیں لیتا تو وہاں مسجد اور دارالمطالعہ کا بورڈ آویزاں کر کے مسلم آبادی میں ایک "اسرائیل" قائم کر دیا جاتا ہے

گذشتہ دنوں بھی انہوں نے یہی طریقہ واردات دستگیر کراچی کے ایک علاقے میں آزمانے کی کوشش کی اور نوجوانوں کو پکڑ پکڑ کر اپنے حلقہ ارتداد میں بٹھانا شروع کر دیا لیکن وہاں کے غیور مسلمانوں نے کفر وارتداد کے اس اڈے کو برداشت نہیں کیا اور قادیانیوں کا "مسجد ضرار" بنانے کا منصوبہ خاک میں مل گیا۔ ہم وہاں کے حساس مسلمانوں کی بیدار مغزی کو سلام کرتے ہیں اور تمام اہل اسلام سے درخواست کرتے ہیں کہ اپنے علاقے میں قادیانی سرگرمیوں پر کڑی رکھیں، اور ختم نبوت کے ان قزاقوں اور ڈاکوؤں کا ہر سطح پر تعاقب کریں اور جس علاقے میں قادیانی اس قسم کی خفی وجلی ریشہ دوانیاں کر رہے ہوں ان کی اطلاع مجلس تحفظ ختم نبوت کو ضرور پہنچائیں۔

کراچی کے حساس مرکزی علاقے ڈیفنس سوسائٹی میں قادیانیوں نے مسلمانوں کی جاسوسی کے لیے ایک مرکز بنا رکھا ہے، قادیانی امت کے سربراہ کراچی آتے ہیں تو وہاں قیام کرتے ہیں۔ گذشتہ دنوں مرزا طاہر احمد کراچی آئے تو وہاں قیام رہا۔ اور تمام جہری نمازیں باہر سڑک پر لاؤڈ سپیکر پر پڑھائیں اور دس فروری کا جمعہ مارٹن روڈ پر اپنی "مسجد ضرار" کے سامنے سڑک پر شامیانے لگا کر پڑھایا اور لاؤڈ سپیکر پر اپنے مرتدانہ خیالات کا اظہار کھلے بندوں کیا۔

آج کل مسلمانوں کے لیے مسجد میں بھی لاؤڈ سپیکر پر تقریر کرنے کی پابندی ہے اور ائمہ مساجد سے ان احکامات کی باقاعدہ تعمیل کرائی جاتی ہے کہ وہ لاؤڈ سپیکر پر تقریر نہیں کریں گے، ہمیں اس سے بحث نہیں کہ حکومت

باقی صہ ۲۳ پر ملاحظہ فرمائیں

قادیانیوں کے ایک اعتراض کا جواب

حضرت مولانا تاج محمد صاحب، مدرس قاسم العلوم فقیروالی

اعتراض

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ تشریف لانے کی صورت میں وہ نبی ہوں گے۔ تو ختم نبوت جاتی رہے گی۔ اور خاتم النبیین حضرت عیسیٰؑ ہوئے۔ اگر نبی نہ ہوں گے۔ تو ایک نبی کا نبوت سے معزول ہونا جائز نہیں۔ اور پھر ان کو شریعت محمدیؐ کا علم بغیر وحی کے نہیں ہو سکتا۔ جب وحی آئی تو وہ نبی ہو گئے۔ اور شریعت محمدیہ منسوخ قرار دی گئی۔

جواب

ختم نبوت کے یہ معنی ہیں کہ اب کوئی نیا نبی نہیں بنایا جائے گا۔ اور کسی کو نبوت جدیدہ عطا نہیں کی جائے گی۔ کیونکہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سلسلۂ نبوت کو ایک زیر تعمیر مکان سے تشبیہ دیتے ہوئے اپنے آپ کو مکان کی آخری اینٹ فرمایا ہے۔ یہ نہیں فرمایا کہ اس آخری اینٹ کے بعد تمام دوسری اینٹیں گر جائیں گی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پہلے نبیوں میں سے ہیں۔ اور مکان نبوت کی وہ اینٹ ہیں جو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے رکھی گئی۔ اور ان کے بعد آں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو رسالت عطا فرمائی گئی۔ اور یہی معنی یأتی من بعدی اسمہٗ احمد کے ہیں۔ یعنی میرے بعد خلعت نبوت، زیب تن کرنے والے احمد مجتبیٰ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہوں گے۔ نیز لو کان موسیٰ حیاً لما وسعہ الا اتباعی فرما کر اشارہ کر دیا کہ حضور علیہ السلام کی آمد اور ظہور کے بعد پہلے نبیوں میں سے کسی نبی کا آنا ختم نبوت کے خلاف نہیں ہے۔ منافات اسوقت ہوتی جبکہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام پر نزول کے بعد وحی نبوت نازل ہوتی یا وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی شریعت کو چھوڑ کر اپنی شریعت پر عمل کرتے۔ لیکن ان دونوں باتوں میں سے ایک بھی نہ ہوگی۔ نہ ان پر وحی نبوت آئے گی اور نہ شریعت اسرائیلی پر عمل کریں گے بلکہ وہ شرع محمدیؐ کے پابند ہوں گے۔ اور شریعت کی تفاصیل سے واقف ہونے کے لئے وحی نبوت کا آنا ضروری نہیں ہے۔

جس نے علّم آدم الاسماء کلھا آدم علیہ السلام کو بلا واسطہ تمام اسماء سکھا دیئے۔ وعلم الانسان مالم یعلم جملہ انسانوں کو ان کی ضرورتوں کا علم بغیر فرشتوں کے کرا دیا۔ اور جو تمام جنتیوں کو عربی زبان سے واقف کر دے گا۔ جیسا کہ حدیث میں وارد ہے۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احبوا العرب لثلث لانی عربی والقرآن عربی وکلام اھل الجنۃ عربی (مشکوٰۃ ص۵۵۳) وہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس شریعت کا علم بھی عطا کریگا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول کے بعد نبی ہوں گے۔ مگر خدا کا معاملہ ان کے ساتھ انزال وحی اور شریعت جدیدہ وغیرہ کے متعلق نبیوں جیسا نہ ہوگا۔ جس طرح قیامت کے روز جملہ انبیاء علیہم السلام نبی ہوں گے مگر فرائض نبوت ان کے سپرد نہ ہوں گی۔ یہی حال عیسےٰ علیہ السلام کا دنیا میں نزول کے بعد ہوگا۔

یہ بات کہ نزول مسیح کا عقیدہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کے منافی ہے وہی شخص کہے گا جو عربی زبان اور محاورات سے بالکل ناواقف ہو۔ عربی لغت اور محاورے کے

لحاظ سے خاتم النبیین اور آخر النبیین اس کو کہا جائے گا جس کو منصب نبوت پر سب سے آخر میں فائز کیا جائے۔ اور اس کے بعد یہ منصب کسی کو نہ دیا جائے۔ اور بلا شبہ یہ مقام سیدنا حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا ہے۔ آپ کو نبوت سب نبیوں کے بعد دی گئی۔ اور نبی بنائے جانے کا سلسلہ آپ پر ختم کر دیا گیا۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دوبارہ اس دنیا میں آمد جیسا کہ امت مسلمہ کا اجماعی عقیدہ ہے ہرگز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کے منافی نہیں۔ کیونکہ ان کو تو نبوت حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے بھی تقریباً پانچ سو برس پہلے دی گئی تھی۔ پس اُن کا بحکم خداوندی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد تک زندہ رہنا اور دوبارہ اس دنیا میں آنا اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے تابع ہو کر آنا ہے۔ جیساکہ احادیث سے ثابت ہے ہرگز حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کے منافی نہیں۔ مثال کے طور پر یوں سمجھئے کہ کسی شخص کی "خاتم الاولاد" یا "آخر الاولاد" عربی محاورے کے لحاظ سے اس کو کہا جائے گا جو اپنے سب بہن بھائیوں کے بعد اور آخر میں پیدا ہو۔ اگرچہ اس سے پہلے پیدا ہونے والے اس کے بہن بھائی اس کے بعد تک زندہ رہیں۔ اس کی ایک واقعی مثال یہ ہے کہ حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے چار صاحبزادے تھے۔ شاہ عبدالعزیزؒ۔ شاہ رفیع الدینؒ شاہ عبدالقادرؒ۔ شاہ عبدالغنیؒ۔ ان چاروں بھائیوں میں سے سب سے چھوٹے شاہ عبدالغنیؒ تھے۔ لیکن انتقال ان کا سب سے پہلے ہوا۔ اور شاہ عبدالعزیزؒ سب سے بڑے تھے۔ مگر انتقال ان کا سب سے بعد میں ہوا۔ تو شاہ ولی اللہؒ کی خاتم الاولاد اور آخر الاولاد شاہ عبدالغنیؒ ہی کو کہا جائے گا۔ اگرچہ شاہ عبدالعزیزؒ ان کے بہت بعد تک زندہ رہے۔ یہ بات ہر وہ شخص جانتا ہے۔ جس کو عربی لغت و محاورات سے کچھ بھی واقفیت ہے۔ اور تفسیر کی کتابوں میں بھی خاتم النبیین کی تفسیر و تشریح میں یہ وضاحت کر دی گئی ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے بعد کسی کو نبی نہیں بنایا جائے گا۔ (لا ینبأ احد بعدہ نبی) تفسیر کشاف۔ مدارک التنزیل۔ روح المعانی وغیرہ تفسیر سورہ احزاب ملاحظہ فرمائیں۔

حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آخر الانبیاء ہیں۔ آپ کے بعد کوئی بھی شخص منصب نبوت پر نہیں آ سکتا نیا ہو یا پرانا۔ اور نہ آپ کے بعد وحی نبوت ہو سکتی ہے۔ خواہ نئے احکام نازل ہوں خواہ شریعت اسلام ہی کے مطابق دوبارہ شریعت نازل ہو۔ قیامت تک حضور علیہ السلام ہی صاحب الزمان رسول ہیں۔ اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام پہلے کے نبی ہیں۔ جو اپنے زمانہ میں منصب نبوت کی ڈیوٹی پر قائم تھے۔ اور ان کی بعثت اپنے زمانہ میں بھی صرف بنی اسرائیل کی طرف تھی نہ کہ تمام عالم کی طرف۔ لیکن حضور علیہ السلام کی بعثت کافہ عامہ سے ان کی یہ ڈیوٹی بھی ختم ہو گئی۔ اب آخر زمانہ میں ان کا نزول فرمانا نبی ہونے کی حیثیت سے نہ ہو گا۔ یعنی امت محمدیہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف رسول بن کر تشریف نہ لائیں گے۔ گو وہ عنداللہ بعد نزول بھی ویسے ہی اولوالعزم نبی ہوں گے جیسے قبل رفع اور قبل نزول تھے۔ بلکہ بحیثیت امامت اور خلافت تشریف لائیں گے۔ اور اسی شریعت کے پابند ہوں گے

ینزل فیکم ابن مریم حکما مقسطا (بخاری ج ۱ ص ۴۹)

فی حدیث ابن عساکر الا ان ابن مریم لیس بینی و بینہ نبی ولا رسول الا انہ خلیفتی فی امتی من بعدی۔ (فتاوٰی ابن حجر مکیؒ ص ۱۳۲) یعنی ابن عساکر کی حدیث میں ہے کہ ابن مریم اور میرے درمیان کوئی نبی اور رسول نہیں ہوا۔ لیکن وہ میری امت میں میرے بعد خلیفہ ہوں گے۔ لیکن یہ بات اچھی طرح یاد رہے کہ اس کے یہ معنی نہیں کہ اس وقت نبوت سے معزول ہو جائیں گے۔ بلکہ آپ کا اس وقت اس امت میں تشریف لانا بالکل ایسا ہو گا جیسے ایک صوبہ کا گورنر دوسرے صوبہ میں جہاں اس کا وطن ہے اپنے والدین اور اہل وعیال کو ملنے کی غرض سے جائے تو اگرچہ بحیثیت گورنری وہ اس وقت نہیں ہوتا۔ اور اس کا اس صوبہ میں ورود بحیثیت اس صوبہ کے گورنر ہونے کے نہ ہو گا۔ بلکہ وہاں کے قانون کی پابندی کرے گا۔ لیکن یہ بھی نہیں کہا جا سکتا کہ وہ گورنری سے معزول ہو گیا۔ اسی طرح حضرت عیسےٰ علیہ السلام اپنے زمانے کے نبی بعد نزول بھی ہوں گے۔ یہ نہیں کہ وہ نبوت سے معزول ہو گئے۔ بلکہ اس وقت حضور علیہ السلام نبی صاحب الزمان کے زمانہ میں حضور ہی کا اتباع کرتا ہو گا۔ عیسےٰ علیہ السلام آئیں گے تو وحی نبوت نہ لائیں گے۔ کیونکہ بحکم

باقی ص۲۳ پر ملاحظہ فرمائیں

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا

تحریر:۔ حضرت مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی

مسئلہ ختم نبوت اسلام کا وہ بدیہی مسئلہ ہے۔ جس میں مخالفت کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ جو مسئلہ قرآن کریم میں بصراحت مذکور ہو اور جو صدہا احادیث صحیحہ میں بالفاظ غیر مشتبہ بیان کر دیا گیا ہو۔ اس کے خلاف منہ سے کوئی لفظ نکالنے کی جرأت کوئی مسلمان کیونکر کر سکتا ہے اور اگر کوئی نام نہاد مسلمان اس مسئلہ سے اختلاف بھی کرے تو مسلمان اس کی آواز کو کیا وقعت دے سکتے ہیں! لیکن چونکہ مسلمانوں کی اکثریت افسوس اسلامی معلومات سے بے بہرہ اور صحیح مذہبی تعلیمات سے بے خبر ہے اس لئے ان کی واقفیت کے لئے یہ سطریں لکھی جاتی ہیں۔

قرآن میں ختم نبوت کا اعلان

قرآن کریم سورۃ احزاب پارہ ۲۲ میں خدا کا ارشاد ہے

ما کان محمدٌ ابا احدٍ من رجالکم ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النبیین۔ حضرت شاہ رفیع الدین محدث دہلویؒ اس کا ترجمہ کرتے ہیں کہ "نہیں ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم باپ کسی کا مردوں تمہارے میں سے ولیکن پیغامبر خدا کا ہے اور ختم کرنے والا تمام نبیوں کا۔" اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اپنے فوائد میں لکھتے ہیں کہ "یعنی بعد از وے ہیچ پیغمبر نباشد" (ترجمہ) آپ کے بعد کوئی پیغمبر نہ ہوگا اور حضرت شاہ عبدالقادرؒ اپنے فوائد موضح القرآن میں لکھتے ہیں کہ "اس کے بعد کوئی پیغمبر نہیں" اور حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحبؒ اپنے ترجمہ میں لکھتے ہیں۔ "محمد تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں ہیں۔ لیکن اللہ کے رسول ہیں۔ اور سب نبیوں کے ختم پر ہیں۔" اور حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ اپنے فوائد میں لکھتے ہیں کہ "آپ کی تشریف آوری سے نبیوں کے سلسلہ پر مہر لگ گئی۔ اب کسی کو نبوت نہیں دی جائے گی۔"

اور امام بغوی تفسیر معالم التنزیل میں لکھتے ہیں۔

ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النبیین ختم اللّٰہ بہ النبوۃ وقرأ ابن عامر و عاصمؒ خاتم بفتح التاء علی الاسم ای اٰخرھم وقرأ الاٰخرون بکسر التاء علی الفاعل لانہ ختم بہ النبیین قال ابن عباسؓ یرید لو لم اختم بہ النبیین لجعلت لہ ابنا یکون بعدہ نبیا و روی عن عطاء عن ابن عباس ان اللّٰہ تعالٰی لما حکم ان لا نبیّ بعدہ لم یعطہ ولدًا ذکرًا یصیر رجلاً (ج ۵ صفحہ ۲۱۸)۔

امام بغوی کے کلام کا حاصل یہ ہے کہ خاتم النبیین کی مراد یہ ہے کہ اللہ نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہ نبوت ختم کر دی۔ خاتم بفتح التاء پڑھا جائے تو خاتم النبیین کا مطلب "آخری نبی" ہے اور خاتم بکسر التاء پڑھا جائے تو "نبیوں کے ختم کرنے والے" ترجمہ ہوگا (غرض یہ ہے کہ دونوں قرأتوں کا حاصل ایک ہے اور مطلب یہ ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا) امام المفسرین حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی مراد یہ ہے کہ میں نے

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نبیوں کا سلسلہ ختم نہ کر دیا ہوتا تو آپ کو کوئی ایسا بیٹا دیتا جو آپ کے بعد نبی ہوتا، دوسری روایت میں ابن عباسؓ نے یہ فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے یہ فیصلہ کر دیا کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ تو اس نے آنحضرتؐ کو کوئی ایسا لڑکا نہ دیا جو جوان ہو۔ اور خازن نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے۔ وخاتم النبیین ختم بہ النبوۃ فلانبوۃ بعدہٗ ای ولامعہٗ (ص ۲۲۸/ج ۶) یعنی اللہ نے آپؐ پر نبوت ختم کر دی۔ پس آپؐ کے بعد کسی کو نبوت نہ دیجائے گی۔ اور نہ آپؐ کے ساتھ اب کسی کو دیجائے گی۔

اور لسان العرب جو نہایت مستند لغت ہے اس میں ہے خاتم القوم وخاتمھم ای اٰخرھم وفی التنزیل العزیز ماکان محمدٌ ابا احدٍ من رجالکم ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النبیین ای اٰخرھم۔

اور قاموس اور اس کی شرح تاج العروس میں ہے۔ والخاتم من کل شیٔ عاقبتہ واٰخرتہ والخاتم اٰخر القوم کالخاتم ومنہ قولہ خاتم النبیین ای اٰخرھم۔

ان دونوں عبارتوں کا حاصل یہ ہے کہ آیت میں خاتم النبیین کے معنی "آخری نبی" کے ہیں۔

امام غزالی الاقتصاد میں فرماتے ہیں۔ ان الامۃ فھمت من ھذا اللفظ انہٗ افھم عدم نبی بعدہٗ ابداً وعدم رسولٍ بعدہٗ ابداً وانہٗ لیس فیہ تاویل ولا تخصیص ومن اولہ بتخصیص فکلامہ من انواع الھذیان لا یمنع الحکم بتکفیرہٖ لانہٗ مکذبٌ لھذا النص الذی اجمعت الامۃ علی انہ غیر ماولٍ ولا مخصوص

یعنی تمام امت نے لفظ خاتم النبیین سے یہی سمجھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی اور کوئی رسول کبھی نہ ہوگا اور اس لفظ میں کوئی تاویل و تخصیص نہیں۔ اور جو اس میں کوئی تخصیص کرے اس کا کلام بے ہودہ بکواس ہے۔ اس کی تاویل اس پر کفر کا حکم لگانے سے نہیں روک سکتی۔ اس لئے کہ اس نے اس نص صریح کو جس کے غیر ماول و غیر مخصوص ہونے پر امت محمدیہ کا اجماع ہے جھٹلایا ہے۔ اسی کے قریب قریب علامہ قاضی عیاض نے شفاء میں فرمایا ہے۔

اور جلال الدین محلی نے لکھا ہے بہ ختموا یعنی خاتم النبیینؐ کا مطلب یہ ہے کہ آپؐ پر انبیاء ختم کر دیئے گئے۔

اور تفسیر مدارک میں ہے ای اٰخرھم یعنی لا ینبّأ احدٌ بعدہٗ یعنی خاتم النبیین کا مطلب آخری نبی ہے۔ اور یہ کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔

یہ پندرہ نام بطور نمونے کے لکھے جاتے ہیں ورنہ علماء کے اقوال کو جمع کرنے کا ارادہ کیا جائے۔ جنہوں نے خاتم النبیین کی مراد "آخری نبی" سمجھی ہے اور بتائی ہے تو ایک ضخیم کتاب تیار ہو سکتی ہے۔ آپ امام غزالی کی عبارت میں پڑھ چکے ہیں کہ تمام امت محمدیہ کا اتفاق ہے کہ خاتم النبیین کی صاف و صریح مراد یہ ہے کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی و رسول نہ ہوگا۔

احادیث میں ختم نبوت کا اعلان

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ نے تحذیر الناس ص ۴ میں فرمایا ہے کہ احادیث میں یہ مضمون حد تواتر کو پہنچ گیا ہے کہ "آپؐ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا"۔ حضرت مولانا کے دعوائے تواتر کے ثبوت میں نمونہ کے طور پر چند حدیثیں ملاحظہ ہوں۔

(۱) ان الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبیّ یعنی بے شبہ رسالت و نبوت ختم ہو گئی۔ پس میرے بعد نہ کوئی رسول ہوگا نہ نبی۔ (دیکھو ترمذی شریف ص ۵۱/ ج ۲) بروایت انس رضی اللہ عنہ۔

(۲) انا محمدٌ النبی الامی ولا نبی بعدی۔ میں نبی امی ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ (دیکھو مسند احمد ص ۱۷۲/ ج ۲) عن عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ۔

(۳) لم یبق بعدی من النبوۃ الا المبشرات۔ میرے بعد نبوت میں سے کچھ باقی نہ رہا۔ ان بشارت دینے والے خواب رہ گئے۔ (بخاری ص) عن ابی ہریرہؓ۔

(۴) جئت فختمت الانبیاء۔ میں آیا پس میں نے نبیوں کا سلسلہ کو ختم کر دیا۔ (مسلم شریف ص ۲۴۸/ ج ۲)۔

(۵) وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی۔ میں آخری

نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ (ابوداؤد ص۱۲۶ ج۲ و ترمذی ص۴۵ ج۲ مسند ص۱۶۹ ج۵)۔

(۶) وانا العاقب والعاقب الذی لیس بعدی نبی۔ (میں عاقب ہوں کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا) ترمذی ص۱۰۶ ج۲ مسلم ص۲۶۱ ج۲)۔

(۷) لانبوۃ بعدی الا المبشرات۔ میرے بعد نبوت نہیں ہے مگر بشارت دینے والے خواب ہیں۔ (مسند احمد ص۴۵۴ ج۵) بروایت ابوالطفیل رضی اللہ عنہ۔

(۸) لو کان بعدی نبی لکان عمر بن الخطاب۔ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن الخطاب ہوتے (ترمذی ص۲۰۹ ج۲)

(۹) الا انہ لانبوۃ بعدی۔ (ترمذی ص۲۱۴ ج۲ عن سعد بن ابی وقاص، مسلم ص۲۷۹ ج۲)

(۱۰) الا انہ لا نبی بعدی۔ (ترمذی ص۲۱۳ ج۲ عن جابر) دونوں حدیثوں کا حاصل یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

(۱۱) کانت بنوا اسرائیل تسوسھم الانبیاء کلما ھلک نبی خلفہ نبی وانہ لانبی بعدی۔ یعنی بنی اسرائیل کی سیاست انبیاء کرتے تھے۔ جب ایک نبی کا انتقال ہوتا دوسرا اس کی جگہ پر آجاتا تھا، اور میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ (بخاری ص۴۹۱ ج۱، مسلم ص۱۲۶ ج۲، ابن ماجہ ص۲۱۲ بروایت ابوہریرہؓ)

(۱۲) ذھبت النبوۃ وبقیت المبشرات۔ (مسند احمد ص۳۸۱ ج۶، فتح الباری ص۳۰۵ ج۱۲ و ابن ماجہ ص۲۵۹ بروایت ام کرز کعبیہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا۔)

(۱۳) وختم بی النبیون۔ (مسلم ص۱۹۹ ج۱ ترمذی ص۱۸۹ بروایت ابوہریرہؓ)

(۱۴) حدیث شفاعت انت رسول اللہ وخاتم الانبیاء۔ (ترمذی ص۶۶ ج۲ ومسلم ص بروایت ابوہریرہؓ)

(۱۵) یا آدم انہ اخر النبیین من ذریتک۔ (طبرانی صغیر ص۲۰۰) اے آدم علیہ السلام۔ وہ (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) تیری ذریت میں سب سے آخری نبی ہوں گے۔

(۱۶) فانی اخر الانبیاء ومسجدی اخر المساجد۔ (مسلم ص۴۴۶ ج۱ ونسائی ص۱۱۲ ج۱) بروایت ابوہریرہؓ۔

(۱۷) انا خاتم الانبیاء ومسجدی خاتم مساجد الانبیاء۔ (رواہ البزار عن عائشہؓ ذکر الہیثمی فی المجمع ص۴ ج۴)۔

(۱۸) ذھبت النبوۃ فلانبوۃ بعدی الا المبشرات (رواہ الطبرانی والبزار عن حذیفۃ بن اسیدؓ کما فی مجمع الزوائد ص۱۷۳ ج۷) نبوت جاتی رہی پس میرے بعد نبوت نہیں ہے بجز اس کے کہ بشارت والے خواب رہ گئے ہیں۔

(۱۹) فانا موضع اللبنۃ وانا خاتم النبیین۔ پس میں (قصر نبوت میں) اینٹ کی جگہ ہوں اور میں آخری نبی ہوں (مسلم ص۲۴۸ ج۲ بروایت ابوہریرہؓ)

(۲۰) حدیث ص۱۹ بروایت ابوسعید خدری امام مسلم نے اس کی اسناد ذکر کرکے کہا کہ ابوسعید نے بھی ابوہریرہؓ کے مثل کہا۔ (مسلم ص۲۴۸ ج۲) اور امام احمد نے حدیث ابوسعید خدری مسند ص۹ ج۳ میں روایت کی ہے کہ اس میں یہ ہے فجئت انا فاتممت تلک البنیۃ یعنی پھر میں آیا تو میں نے اس (عمارت) قصر نبوت کو پورا کر دیا۔

(۲۱) لایبقی بعدی من النبوۃ الا المبشرات۔ (اخرجہ احمد والبزار کما فی المجمع ص۱۷۳ ج۷) میرے بعد نبوت باقی نہ بچے گی۔ پس بشارت والے خواب رہ جائیں گے۔

(۲۲) حضرت ابوامامہ باہلیؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ حجۃ الوداع میں فرمایا ایھا الناس انہ لا نبی بعدی ولا امۃ بعدکم۔ (مجمع الزوائد ص۲۶۳ ج۸) اے لوگو بے شک میرے بعد کوئی نبی نہیں اور تمہارے بعد کوئی دوسری امت نہیں۔ یعنی میں آخر الانبیاء اور تم آخر الامم ہو۔

(بشکریہ ماہنامہ الصدیق)

مولانا محمد اقبال رنگونی

محبت رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت حسین احمد مدنی رح

قسط ۹

مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی اور بارگاہِ رسول عربی ﷺ

عمدۃ المحدثین فخر العلماء والصالحین شیخ الاسلام والمسلمین حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی اپنے علم و عمل تقویٰ و اخلاص کے اعتبار سے چودہویں صدی کے ان نابغہ روزگار انسانوں میں سے تھے جن پر دارالعلوم دیوبند ۔ جمعیت العلماء ہند اور خصوصاً برصغیر کے مسلمان بجا طور پر ناز کر سکتے ہیں ۔ آپ بیک وقت محدث کبیر ۔ مربی و معلم ۔ مرشد و شیخ ۔ مدبر و سیاست دان اور صف شکن مجاہد بھی تھے ۔ گویا آپ باللیل رھبان و بالنھار فرسان کے مصداق کامل تھے ۔

حضرت شیخ الاسلامؒ کا سلسلہ نسب مجاہد کبیر نواسۂ رسولؐ امام الشہداء حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جا کر ملتا ہے ۔ آپ کے والد ماجد حضرت مولانا سید حبیب اللہ صاحبؒ بھی نہایت پاکیزہ خصلت انسان تھے ۔ اور اس زمانہ کے قطب العارفین حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب گنج مراد آبادیؒ کے اجل خلفاء میں شمار ہوتے تھے ۔ جب آپ کے شیخ کا انتقال ہوا تو آپ نے ہندوستان سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ سکونت اختیار کرنے کا ارادہ فرما لیا ۔

حضرت شیخ الاسلامؒ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد محترم سے حاصل فرمائی جب تیرہ سال کے ہو گئے تو شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحبؒ کی خدمت میں دارالعلوم دیوبند تشریف لے آئے اور یہاں بقیہ تعلیم مکمل فرمائی ۔ آپ کے اساتذہ میں شیخ الہند کے والد ماجد حضرت مولانا ذوالفقار علی صاحبؒ ۔ حضرت مولانا عبدالعلی صاحب محدث دہلویؒ ۔ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب مہاجر مدنی و محدث سہارنپوریؒ ۔ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحبؒ ۔ حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحبؒ ۔ جیسے حضرات تھے ۔ مگر اکثر کتب شیخ الہندؒ سے پڑھیں ۔ جن میں بخاری شریف ۔ ترمذی شریف ۔ ابوداؤد شریف ۔ موطا امام مالک ۔ موطا امام محمد اور ہدایہ اخیرین شامل ہیں ۔ جب آپ کے والد ماجد مع اہل و عیال عازم حجاز بمقصد ہجرت روانہ ہوئے تو آپ کو بھی اپنی معیت میں لے لیا ۔ اور اس قافلہ مہاجرین نے حجاز مقدس میں رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے جوار رحمت کو اپنے لئے فلاح دارین سمجھا اور وہیں اقامت فرمائی ۔ حضرت شیخ الاسلام نے وہاں ادب کے علوم کی تکمیل فرمائی ۔ تکمیل کے ساتھ ہی آپ نے مدینہ منورہ زادھا اللہ شرفاً میں درس و تدریس کا سلسلہ شروع فرمایا ۔ دو سال بعد پھر ہندوستان کا سفر پیش آیا ۔ پھر چند ایام گزار کر دوبارہ مدینہ منورہ روانہ ہو گئے اس کے بعد آپ کا حلقہ درس کافی وسیع ہو گیا ۔ اور ہر چہار طرف سے طلباء آپ کی خدمت میں آنے لگے ۔ آپ مدینہ منورہ میں ہی رہ کر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر نظر رہ کر آپؐ کے علوم و نوادرات کو پھیلاتے رہے ۔

اور یہ سلسلہ ۱۸ سال تک چلتا رہا کہ آپ مسجد نبوی میں اپنے نانا جان صلی اللہ علیہ وسلم کے نہایت ہی قریب ہو کر احادیث کریمہ پڑھاتے رہے ۔ اور آپ کو یہ فخر بھی حاصل ہے کہ جب آپ احادیث کریمہ کی تلاوت فرماتے اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی آتا تو روضہ انور کی طرف اشارہ فرما کر اپنی آنکھوں کو آپؐ کے روضۂ انور کی زیارت سے منور فرماتے اور فرماتے کہ میرے محبوب جو اس روضہ میں تشریف فرما ہیں ۔ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا ہے ۔

اسی طرح جب ہندوستان تشریف لائے تو دارالعلوم دیوبند میں بھی خدمت حدیث فرمائی۔ جس میں بخاری شریف اور ترمذی شریف وغیرہ آپ پڑھاتے رہے۔ اس عرصہ میں آپؒ سے تقریباً ۲۸۵۹ طلباء نے تلمذ کا شرف حاصل کیا اور آپ کے توسط سے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم کو دنیا میں پھیلایا۔

حدیثی کہ تمدنی اور سیاسی خدمات کے باوجود آپ نے مدینہ منورہ جانے سے قبل عارف ربانی قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ سے بیعت بھی فرمائی۔ بقول مولانا ابوالکلام آزادؒ

"توفیق الٰہی کی سیکڑوں راہیں ہیں۔ ہدایت وتربیت غیبی کے ہزاروں بھیس ہیں مگر سب سے پرامن اور آسان راہ یہ ہے کہ رہنمایان طریق میں سے کسی صاحب ارشاد کی ہمت وصحبت حاصل ہو جائے۔"

(تذکرۃ از مولانا ابوالکلام آزاد)

اور بقول مولانا روم علیہ الرحمۃ

مولوی ہرگز نشد مولائے روم
تا غلام شمس تبریزی نشد

چنانچہ آپ نے بھی بیعت ہو کر سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحبؒ کی زیر نگرانی ذکر و شغل میں مشغول ہوگئے اس اثناء میں جو حالات و واردات آئے امام ربانی کی خدمت میں بذریعہ مکتوب بھیجتے رہے بالآخر حضرت امام ربانیؒ نے آپ کو اجازت سے مشرف فرمایا۔ حضرت شیخ الاسلامؒ کی زندگی کا یہ پہلو (شیخ و مرشد ہونے کا) عام لوگوں کی نگاہ سے اوجھل رہا اور نمایاں نہ ہوسکا۔ بہت سے حضرات نے انہیں شیخ الحدیث یا دارالعلوم کا صدر المدرسین یا جنگ آزادی کا عظیم ہیرو دیکھا اور بہت سے لوگوں نے انہیں ایک عظیم سیاسی لیڈر خیال کیا۔ ورنہ حقیقت یہ ہے کہ آپ کی شیخ و مرشد ہونے کی حیثیت ان تمام حیثیتوں سے فائق وبرتر تھی مگر خود آپؒ نے بھی اس کو بہت کم ظاہر ہونے دیا اور اپنے آپ کو ہمیشہ اخفاء میں رکھا۔

جس طرح بعض مفتری اور مفسد قسم کے لوگوں نے حضرت گنگوہیؒ کے بارے میں حضرت حاجی صاحب کو خط لکھے تھے اسی طرح حضرت شیخ الاسلام کے بارے میں بھی ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ کو خطوط لکھے اور آپ کے خلاف کئی غلط باتیں لکھ کر ان کے جذبات کو ابھارنے کی کوشش کی۔ علامہ محمد اقبالؒ نے اس پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر تین اشعار آپ کے خلاف لکھ ڈالے۔ مگر جب آپ پر حقیقت حال واضح ہوگئی تو آپ کو ندامت ہوئی اور فرمایا:

"۱۔ میں اس بات کا اعلان کرتا ہوں کہ مجھ کو مولانا کے اعتراف کے بعد کسی قسم کا کوئی حق ان پر اعتراض کرنے کا نہیں رہتا۔"

"۲۔ میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ مولانا کی حمیت دینی کے احترام میں ان کے کسی عقیدت مند سے پیچھے نہیں ہوں۔"

(روزنامہ احسان ۲۸ مارچ ۱۹۳۸ء)

آپ کی تصنیفات اور مزید حالات کے لئے مندرجہ ذیل کتابیں دیکھئے۔

معارف مدینہ	شرح ترمذی شریف	ملفوظات شیخ الاسلام
نقش حیات	سوانح خود نوشت	مکتوبات شیخ الاسلام
الشہاب الثاقب	رد بدعت	انفاس قدسیہ
بیس بڑے مسلمان	(مولانا عبدالرشید ارشد)	حیرت انگیز انکشافات

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اقوال وحی ہیں۔

حضرت شیخ الاسلامؒ فرماتے ہیں:

"جو کچھ بھی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم از قسم تفسیر کلام اللہ اور از قسم دینیات ارشاد فرمائیں گے وہ سب وحی ہے ہاں بعض وحی اس قسم کی ہے جس کے الفاظ بھی القاء فرمائے گئے ہیں اور بعض وہ ہے جس کے معنی القاء کئے گئے ہیں۔ اور الفاظ میں اختیار دیا گیا ہے۔ ان معنی کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے الفاظ میں ادا فرماتے۔ پھر وہ الفاظ دو قسم کے ہیں بعض وہ ہیں جنکی نسبت باری عزّ اسمہٗ کی طرف ہے اور اکثر وہ ہیں جن کی نسبت جناب باری تعالیٰ کی طرف نہیں۔ اول الذکر قرآن ہے۔ ثانی حدیث قدسی ہے ثالث عام حدیث قولیہ ہیں اور یہ سب واجب التسلیم ہیں۔"

(ملفوظات صفحہ ۳۲)

زیارت روضۂ رسول اعلیٰ ترین مستحب ہے

حضرت شیخ الاسلامؒ اپنا اور اپنے اکابر کا عقیدہ بیان کرتے

ہوئے فرماتے ہیں کہ :۔

"سفر زیارت قبر حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم افضل مستحبات میں سے ہے بلکہ قریب واجب کے ہے۔ اور یہی بات حضرت مولانا گنگوہیؒ نے زبدۃ المناسک میں لکھی ہے کہ اب جان لے کہ زیارت روضہ مطہرہ سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی افضل المستحبات ہے بلکہ بعض نے قریب واجب لکھا ہے اور فخر عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی میری قبر کی زیارت کرے اس کے واسطے میری شفاعت واجب ہوگئی .... اس لئے بہتر یہ ہے کہ نیت زیارت قبر مطہرہ کی کر کے جاوے تاکہ مصداق حدیث کا ہوجائے۔

حضرت شیخ الاسلامؒ حضرت گنگوہیؒ کی عبارت کے بعد فرماتے ہیں کہ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ

(۱) سفر برائے زیارت حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو جائز ہے بخلاف ..... کے کہ وہ اس کو ناجائز جانتے ہیں۔

(۲) یہ کہ امر عبادت میں سے ہوگا اور آخرت میں خاص اجر ملے گا۔

(۳) یہ کہ عبادت یا تو مستحبات میں اعلیٰ درجہ کی مستحب ہے تب تو سنن مؤکدہ کے طبقہ علیا میں سے ہوئی یا واجب کے قریب ہے۔

(۴) یہ کہ جو حدیثیں اس باب میں وارد ہوئی ہیں۔ وہ سب قابل اعتبار و عمل ہیں۔

(۵) نیت فقط زیارت قبر مطہرہ کی ہونی چاہیئے۔

(۶) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کو ثابت مانتے ہیں۔ (الشہاب الثاقب ص۶۲)

ایک اور مقام پر حضرتؒ ارشاد فرماتے ہیں کہ :۔

میرے نزدیک (افضل) یہ ہے کہ حج سے پہلے مدینہ منورہ جانا چاہیئے اور آپ صلے اللہ علیہ وسلم کے توسل سے نعمت قبولیت حج و عمرہ کے حصول کی کوشش کرنی چاہیئے۔ مسجد کی نیت خواہ طبعاً کرلی جائے مگر اولیٰ یہی ہے کہ صرف جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی نیت کی جائے۔ (ملفوظات ص۲۳۔)

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں کہ :

مدینہ منورہ کی حاضری محض جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت اور آپ صلے اللہ علیہ وسلم کے توسل کی غرض سے ہونی چاہیئے۔ (ص۲۳)۔

ایک مقام پر مدینہ منورہ زادھا اللہ شرفاً کی حاضری کو نہایت ہی بابرکت فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ :

"مدینہ منورہ میں کم ازکم آٹھ دن ضرور قیام فرمادیں بعض روایتوں میں ہے کہ جس شخص نے میری مسجد میں چالیس نمازیں اس طرح پڑھیں کہ کوئی نماز فوت نہ ہوئی ہو تو اس کے لئے نفاق اور نار سے برأت کی جاتی ہے"۔ (ص۲۴)۔

ایک اور جگہ ارشاد فرماتے ہیں کہ :

"ہندوستان میں رہتے ہوئے شوق مدینہ میں بے قرار رہنا اور اس عشق میں مرنا ہزار مرتبہ بہتر ہے اس سے کہ مدینہ منورہ میں رہ کر ہندوستان کے لئے بے چین ہو"۔ (ص۳۰)۔

جب آپؒ زیارت حرمین شریفین کیلئے جارہے تھے تو جہاز میں آپ نے ایک تقریر فرمائی جس کا ایک ایک جملہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے عشق و محبت سے لبریز ہے۔ اس تقریر میں ایک مقام پر ارشاد فرمایا کہ :

"پہلے مدینہ منورہ جانا افضل ہے قرآن کریم میں ہے کہ

ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاءوک فاستغفروا اللّٰہ واستغفر لھم الرسول لوجدوا اللّٰہ توابا رحیما۔

ہمارے آقائے نامدار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام اُمت کے لئے رحمت ہیں۔ آپ کے پاس حاضری دے کر عرض کرو یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہم حاضر ہوئے ہیں۔ ہمارے لئے حج کی قبولیت کی دعا فرمائیے۔ شفاعت فرمائیے۔ پھر جناب باری سبحانہ وتعالےٰ کے گھر کی طرف لوٹا جائے تاکہ آپ کے وسیلے سے اللہ پاک حج کی اس عاشقانہ عبادت کو قبول فرمائے"۔ (ارشادات شیخ الاسلام ص۱۰۲)۔

ایک مقام پر اپنے مرید کے خط کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ :

"بارگاہ نبوت سے استفادہ کرنا سوء ادب کیوں ہوگا ؟ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوکر بعد ادائے صیغ صلوٰۃ وسلام مذکورہ درود شریف کی کثرت بصیغہ خطاب زیادہ مفید ہے۔ اس کے علاوہ استفادہ کی مشہور صورت یہ ہے کہ مراقبہ ذات الٰہیہ میں مشغول رہیں کہ جو کچھ فیوض پہنچے

والے ہیں وہ تو آپؐ کی برکت سے پہنچیں گے۔ اس کے قصد یا سوال کی ضرورت نہیں۔ حاضری روضہ مبارکہ کے وقت رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روح پر فتوح کو وہاں جلوہ افروز۔ سننے والی۔ جاننے والی۔ غایت جلال وجمال کے ساتھ تصور کرتے ہوئے شہنشاہ عالم کے دربار کی حاضری خیال کی جائے اور جملہ طرق آداب کا لحاظ رکھا جائے۔ اوقات کو درود شریف۔ ذکر۔ مراقبہ۔ قرأت قرآن اور نوافل سے معمور رکھا جائے
(ارشادات شیخ الاسلام ص۸۵)

اندازہ فرمائیں حضرت شیخ الاسلامؒ کے مندرجہ بالا چشمہ ارشادات پر نظر تو کریں کہ کس قدر اخلاص و محبت عقیدت و الفت بات بات سے ٹپکتی نظر آرہی ہے۔ گویا کہ آپ اپنے محبوب خاتم الانبیاء والمرسلین صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت میں چور چور ہیں اور اس قدر منہمک ہیں کہ ماسوائے کی خبر نہیں۔ آپ کے رگ و پے میں رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت سرایت کئے ہوئے ہے۔ اس کے باوجود یہ کہنا کہ علماء دیوبندی عاشق رسولؐ نہیں۔ کتنا حقیقت سے دور ہے۔

(فاعتبروا یا اولی الابصار)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے محبوب ہیں اور آپ کی اتباع ضروری ہے۔

ایک مقام اقسام محبت کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ:

"محبت عموماً دو قسم کی ہوتی ہے محبت جلال اور محبت شفقت۔ اول میں والد سب سے بڑھا ہوا ہے اور قسم ثانی میں ولد سب سے بڑھا ہوا ہے مگر ہر دو محبتوں میں جناب رسولِ مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اطاعت اور آپ کی محبت سب سے بلند و بالا ہونی مطلوب ہے۔ یعنی انسان کو اپنی نفسانی خواہشات اور راحات سے پھیرنے والی یہ محبتیں ہوتی ہیں۔ جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے احکام اور اتباع میں ان دونوں کے پھیرنے سے زیادہ تر پھیرنا از بس ضروری ہے۔" (ملفوظات شیخ الاسلام ص۴۳)

ایک مقام پر فرماتے ہیں:

"اللہ تعالٰے تک وصال اور اس کی رضا صرف آپ صلے اللہ علیہ وسلم ہی کے ذریعے اور وسیلہ سے ہو سکتی ہے۔ اس کے بغیر نہیں۔" (ص۴۳)۔

ایک اور جگہ آپ کا یہ ارشاد ملاحظہ کیجئے:

"جو چیز اللہ اور اس کے رسول مقبول علیہ والصلوٰۃ والسلام کو پسند۔ وہی ہم کو بھی محبوب ہے۔ اس لئے کہ رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمارے محبوب ہیں۔" (ص۱۲۵)

آپ اپنی ایک تقریر میں فرماتے ہیں:

"حضرات! اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عشق لے کر جارہے ہو تو جس قدر ممکن ہو عجز و انکسار اختیار کرو۔ جملہ عاشقوں کے سردار آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم پر جس قدر ممکن ہو درود شریف پڑھتے ہوئے تلاوت کرکے ہدیہ کیجئے۔ اس لئے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس راہ کے سردار ہیں۔"

خاندانی تعارف خود شیخ الاسلامؒ کے اپنے ایک مفصل خط سے "جو انہوں نے ایک سائل کے جواب میں کہ "کیا آپ سید ہیں" لکھا تھا اس میں سے ملاحظہ ہو۔ ہمیں فخر نسبی کا صرف موقع اسی وقت حاصل ہوگا۔ جبکہ اللہ تعالٰے کی مغفرت اور ہمارے آقا ولی نعمت ناناجان حضرت محمد رسول اللہ علیہ وسلم کی رضا و خوشنودی حاصل ہو جائے۔ اس سے پہلے یہ مفاخرت جہالت اور نادانی ہے۔" (الرشید ساہیوال ص۱۴۳)

ملاحظہ تو فرمائیں کہ حضرت شیخ الاسلامؒ کو کس قدر عقیدت و محبت و عشق رحمۃ للعالمین ذات پاک صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے اور کس قدر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و محبت ان کے قلب انور میں بھری ہوئی ہے۔ آپ اکثر یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔ ~

عشق میں تیرے کوہ غم سر پہ لیا جو ہو سو ہو
عیش و نشاطِ زندگی چھوڑ دیا جو ہو سو ہو

اور آپ کو شریعت محمدیہ صلے اللہ علیہ وسلم کے احیاء کی کس قدر فکر ہے۔ ایک مقام پر فرماتے ہیں کہ:

"سادات کا فرض سب سے زیادہ اور اولین ہے کہ آقائے نامدار (اور میرے ناناجان) علیہ السلام کی لائی ہوئی شریعت کو زندہ اپنے عمل سے کریں اور آپ کی سنتوں پر نہایت مضبوطی سے چلیں اور ہر امتی کا خیرخواہ وہ کیسا ہی غریب اور جاہل اور چھوٹی ذات کا مسلمان ہو احترام کریں اور اس کی خدمت گذاری کریں کہ وہ ہمارے آقا صلے اللہ علیہ وسلم کا بلایا ہوا مہمان ہے۔"

ایک مکتوب میں حضرت شیخ الاسلام تحریر فرماتے ہیں کہ:

"آپ ذکر اور اتباع شریعت وسنت پر مداومت کرتے رہیئے انشاء اللہ تعالٰی اصلاح رفتہ رفتہ ہو جائے گی۔" (مدنی اقبال نمبر ص۲۹)۔

ایک اور مکتوب میں فرماتے ہیں۔ اتباع سنت کا ہمیشہ اور ہر امر میں خیال رکھیں .... جہاں تک ممکن ہو اتباع شریعت اور سنن نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی تابعداری ہمیشہ ملحوظ قلب و

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں کہ:

"عبادت اور ذکر پر مداومت اتباع سنت وشریعت پر قیام یہی امور ہیں جن کے ہم مکلف ہیں۔" (مکتوبات ص۱۹۱)۔

۲۶ ستمبر ۱۹۲۱ء کو شیخ الاسلامؒ نے خالق دینا ہال کراچی میں عدالت کے روبرو جو تاریخی بیان دیا ہے وہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہے آپ کے ارشادات میں سے ایک بیان جو مضمون کے مناسب ہے۔ تحریر کرتا ہوں۔ آپؒ نے فرمایا:

"میں دو حیثیتیں رکھتا ہوں میری ایک حیثیت یہ ہے کہ میں مسلمان ہوں اور دوسری حیثیت یہ ہے کہ میں عالم دین ہوں۔ اور مسلمان ہونے کی حیثیت سے میرا یہ فرض ہے کہ میں قرآن کریم کے تمام لفظوں، حرفوں اور کلمات پر پورا ایمان رکھوں۔ حضرت رسول مقبول محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمودہ احکام پر یقین رکھوں۔ چنانچہ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اگر کوئی بھی دنیاوی طاقت قرآن کریم کے کسی حرف یا جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے کسی حکم سے کسی کو روکے تو وہ ہرگز ہرگز نہ رُکے۔ جبکہ ہر مسلمان کا یہ فرض ہے تو اس کو قرآن کریم اور احادیث کریمہ کے تمام احکام پر یقین کرنا۔ عمل کرنا ضروری ہوگا۔"

آپ نے سلسلہ بیان جاری رکھتے ہوئے قرآن پاک اور سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے دلائل و براہین پیش کرتے ہوئے کہ ہر مسلمان پر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت لازمی اور ضروری ہے اور یہ کہ ہر ایسی حکومت کی اطاعت نہ کرے جو خدا اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرتی ہو۔ فرمایا:

"میری حیثیت عالم اور مذہب اسلام کے محافظ ہونے کی ہے اس لئے میرا فرض ہے کہ میں اپنا فرض پورا کروں۔ یہ فرض ہر عالم پر فرض ہے کہ قرآن پاک اور حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے تمام احکام ہر شخص تک پہنچائے۔" (مدنی و اقبال نمبر ص۲۵)

ایک مقام پر حضرتؒ نے انتہائی جلالی کیفیت سے فرمایا:

"اگر کوئی مسلمان عالم دین ہمیں احکام قرآنی اور فرمان نبویؐ کی تعمیل سے روکے گا تو ہم اس کی بات ہرگز ہرگز نہیں مانیں گے اس لئے کہ ہمیں اپنے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے۔ لاطاعة لمخلوق فی معصیة الخالق۔ خالق کی نافرمانی کرکے کسی مخلوق کی اطاعت درست نہیں .... میں قرآن و حدیث کا پابند ہوں اور تمام مسلمانوں کو (قرآن و حدیث کا) پابند ہونا چاہیئے" (ص۲۸)۔

ان واضح عبارات کے باوجود آپ پر خلاف خدا اور اس کے رسول کی گستاخی کا الزام لگانا کس قدر بے شرمی اور اعلانیہ دروغ گوئی ہے۔

مدینہ منورہ کی کسی چیز میں عیب نہ ڈھونڈو

محبت رسول صلے اللہ علیہ وسلم کا تقاضا یہ ہے کہ محبوب کی ہر محبوب شئے سے محبت کی جائے۔ حضرت شیخ الاسلامؒ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مدینہ منورہ کی ہر شئے سے ایک لگاؤ اور تعلق ہے۔ اس لئے مدینہ منورہ کے مجاور اور اس کی اشیاء میں کسی قسم کی نہ خامی نکالو نہ عیب تلاش کرو بلکہ وہاں کی ہر مصیبتوں اور تکلیفوں کو ہنسی خوشی برداشت کرو۔ اس لئے کہ یہ محبوب کے وطن کی شئے ہے۔ حضرتؒ فرماتے ہیں:

"مدینہ منورہ کی چیزوں میں ہرگز عیب نہ نکالنا بلکہ وہاں کی مصیبتوں کو خوشی سے برداشت کرنا چاہیئے مدینہ منورہ کے باشندوں کا احترام و اکرام کرنا چاہیئے اگر ان کی طرف سے کوئی تکلیف پہنچے تو اس کو ہنسی خوشی برداشت کرنا چاہیئے۔" (انفاس قدسیہ ص۱۵۹)۔

ایک مقام پر فرماتے ہیں کہ:

"اہل مدینہ کو جناب رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ مجاورت (پڑوسی ہونے کا شرف) نہایت غیر معمولی شرف ہے اس کی وجہ سے ان کو جو بھی برتری حاصل ہو کم ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ المدینة مهاجری ومضجعی من الارض وحق علی امتی ان یکرموا جیرانی۔ رخ۔ اس لئے اہل مدینہ کا اکرام و احترام کیا جائے۔ اگر بالفرض ان سے کوئی زیادتی ہو جائے تو بھی اس کو ہنسی خوشی برداشت کرے۔" (نقش حیات ص۱۵)

(جاری ہے)

ترتیب منظور احمد الحسینی

کاروانِ ختمِ نبوت

عارف والہ

عارف والہ (نامہ نگار) مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے مرکزی ناظم تبلیغ اور مسجد فاروقیہ عارف والہ کے خطیب مولانا عبدالرحیم اشعر نے آج یہاں جمعہ کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے اندر مرزائیوں کی بڑھتی ہوئی ریشہ دوانیوں پر شدید غم و غصہ کا اظہار کیا اور مرزائی کتابوں کی اسلام دشمنی پر مبنی تحریروں کے حوالے دیئے۔ انہوں نے کہا کہ یہ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے حواریوں نے ملت اسلامیہ کے اندر رخنہ ڈالنے کے لیے امام الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور ازواج مطہرات کی مقدس زندگیوں پر کیچڑ اچھالا ہے اور تا حال یہ سلسلہ جاری ہے۔ مولانا عبدالرحیم اشعر نے فرمایا کہ مرزائی آئے دن اسلام دشمن تحریروں اور پمفلٹوں کی اشاعت کرتے رہتے ہیں۔ حالانکہ آئین پاکستان کی رو سے مرزائیوں کو تبلیغ کرنے پر پابندی ہے۔ اجتماع میں ایک قرارداد کے ذریعے حکومت سے مطالبہ کیا گیا ہے۔ مرزائیوں کے صدر مقام ربوہ سے چھپنے والی مرزا طاہر احمد کی شر انگیز تقریر پر مرزا طاہر احمد سمیت دیگر قادیانیوں کے خلاف مقدمہ چلایا جائے۔ اور مرزائیوں کے اسلام دشمن پریس کو فی الفور ضبط کیا جائے۔ دوسری قرارداد میں تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں مسلمان پروفیسر کے ساتھ ہونے والی زیادتی کی مذمت کی گئی اور حکومت سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ اس شرمناک حرکت کے ذمہ دار قادیانیوں کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔

جھنگ کے علماء کا اہم اجلاس

مفتی اعظم جھنگ حضرت مولانا مفتی ولی اللہ صاحب کی زیر صدارت ایک اہم اجلاس منعقد ہوا جس میں مولانا حق نواز مولانا سید صادق حسین شاہ، مولانا غلام مصطفےٰ شاہ، مولانا رشید احمد مدنی مولانا محمد اسد اللہ قاسمی، مولانا عبدالرؤف قاسمی، مولانا حبیب الرحمٰن ہزاروی، مولانا علامہ حبیب الرحمٰن، مولانا غلام حسین اور دوسرے حضرات نے اجلاس میں شرکت کی۔ اجلاس میں ابوظبی کے حالیہ فیصلہ قادیانی تنظیموں پر پابندی اور انہیں ابوظبی میں دفن نہ کرنے کے مستحسن اقدام قرار دیا گیا اور حکومت پاکستان سے بھی ایسا اقدام کرنے کا مطالبہ کیا گیا۔ اجلاس میں مطالبہ کیا گیا کہ لوگوں کو بیرون ملک بھیجنے والے ادارے میں جن ملازموں نے قادیانیوں کو بیرون ملک بھیجا ہے ان کے خلاف سخت کاروائی کی جائے اور ملازمت سے برطرف کیا جائے۔

اجلاس میں حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ ربوہ میں ہونے والے واقعہ کو داخل دفتر نہ کیا جائے بلکہ قادیانی مجرموں کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے ورنہ ۱۹۵۳ء جیسے حالات پیدا ہونے کا خطرہ ہے۔ مولانا محمد اسلم قریشی کے مسئلہ کو ہر حال میں حل کیا جائے اور مرزا طاہر کو شامل تفتیش کرکے منظر عام پہ لایا جائے۔ ۱۷ فروری کو سیالکوٹ میں ہونے والی ہڑتال کانفرنس اور مجلس عمل کے فیصلے کو ہر حال میں کامیاب کیا جائے۔ ۱۷ فروری کو سیالکوٹ کنونشن میں شرکت کے لیے ایک جامع پروگرام ترتیب دیا گیا۔

باقی صفحہ ۳۳ پر

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

حضرت مولانا محمد زاہد الحسینی

مرزائیت

علم اور عقل کی روشنی میں

شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی نور اللہ مرقدہٗ

۲۱ اگست ۱۹۲۴ء کو حکومت افغانستان نے نعمت اللہ خان مرزائی کو مرتد قرار دیتے ہوئے سنگسار کرا دیا تھا۔ اس پر مرزائیوں نے احتجاج کیا۔ حضرت شیخ الاسلام نے اس وقت رسالہ الشہاب تحریر فرمایا تھا۔ جس میں عقلی اور نقلی دلائل سے ثابت کیا تھا کہ مرزائی مرتد ہیں۔ اسی رسالہ کا ضروری اقتباس درج کیا جاتا ہے۔

"مرزا غلام احمد قادیانی ایسی نبوت کے مدعی ہوئے جس پر نہ صرف قادیان کو، نہ صرف پنجاب کو، نہ صرف انڈیا کو بلکہ تمام خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی طرح تمام عالم کو ایمان لانے کی دعوت دی گئی ہے پھر جو کوئی اس دعوت کے پہنچنے پر بھی ایمان نہ لائے وہ دائرۂ ایمان و اسلام سے خارج اور جہنمی ہے جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پر ایمان نہ لانے والا بے ایمان اور جہنمی ہوتا ہے۔ بلکہ ان کا نہ ماننے والا بعینہٖ خدا اور رسول کو بھی نہ ماننے والا ہے اس لئے مرزا غلام احمد قادیانی اسلام کے ایک قطعی عقیدہ کو تسلیم نہ کرنے کی وجہ سے مرتد اور زندیق ہے اور جو جماعت ان تصریحات پر مطلع ہو کر ان کو صادق سمجھتی رہے۔ اور اس کی حمایت میں لڑتی رہے وہ بھی یقیناً مرتد اور زندیق ہے۔ خواہ وہ قادیان میں سکونت رکھتی ہو۔ یا لاہور میں جب تک وہ ان تصریحات کے غلط اور باطل ہونے کا اعلان نہ کرے گی۔ خدا کے عذاب سے خلاصی پانے کی اس کے لئے کوئی سبیل نہیں۔"

آپ یقین کیجئے کہ ہم کو مرزا صاحب یا کسی ایک کلمہ گو کے کافر اور مرتد ثابت کرنے میں کوئی خوشی نہیں ہے۔ ہماری حالت تو یہ ہے کہ نہ ہم غیر مقلدین کو کافر کہتے ہیں۔ نہ تمام شیعوں کو نہ سارے نیچریوں کو حتیٰ کہ ان بریلویوں کو بھی کافر نہیں کہتے جو ہم کو کافر بتلاتے ہیں اور ہماری تمنا تھی کہ کوئی صورت ایسی نکل آتی کہ مرزائیوں کی تکفیر سے بھی ہم کو زبان آلودہ نہ کرنی پڑتی۔ لیکن ان کے ملحدانہ دعاوی نے جن سے بارگاہِ رسالت میں سخت گستاخی ہوتی ہے۔ اور کسی طرح ختم نبوت کا ستون کھڑا نہیں رہ سکتا۔ ہم کو مضطرب کر دیا ہے کہ بادل ناخواستہ ان کی گمراہی سے لوگوں کو بچائیں کہ جو زہر دودھ یا مٹھائی میں مخلوط ہو گیا ہو وہ سخت خطرناک ہے۔

تنبیہ: مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی نبوت کو انہی آیات سے ثابت کرنے کی مذموم سعی کی ہے جن سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ثابت ہوتی ہے۔ مرزا لکھتا ہے۔ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق تو ہی اس آیت کا مصداق ہے۔ محمد رسول اللہ والذین معہ الآیۃ اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا ہے۔ (ایک غلطی کا ازالہ صفحہ ۲ محمد زاہد عفرلہٗ)

پھر جو کوئی ان (مرزا غلام احمد) کو نبی اور مسیح موعود نہ مانے وہ دائرہ ایمان اور اسلام سے خارج ہے اب تم خود دنیا کی مردم شماری کر لو کہ تمہارے کافر بنائے ہوئے غیر مسلموں کے سوا کتنے آدمی مسلمان رہ جاتے ہیں۔ حالانکہ یہ کروڑوں غیر مسلم فی زعمکم لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

کا بھی اقرار کرتے ہیں اور سارے احکام بجا لاتے ہیں۔

نوٹ: محمد علی امیر جماعت لاہوریہ کا اقرار ہے کہ مرزائی اس بات کے بھی قائل ہوگئے کہ کل مسلمان جو آپ (مرزا) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے آپ کا نام بھی نہیں سنا۔ وہ کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہیں۔

(پیغام صلح ۲۲ جنوری ۱۹۲۷ء)

اور مرزائی اب بھی اسی عقیدہ کی اشاعت میں سرگرم عمل ہیں: "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا غلام احمد) بھی عین اس وقت مبعوث ہوئے جبکہ آپ کی امت کے بہتر فرقے فسق و فجور اور بت پرستی کی وجہ سے جہنمی بن چکے تھے۔ اور خانہ خدا اپنی روحانی حیثیت کھو کر صفحۂ ہستی سے معدوم ہو چکا تھا"

(روزنامہ الفضل ۱۹ جنوری ۱۹۵۰ء) محمد زاہد غفرلہٗ

کہا گیا ہے کہ قادیانی بڑے نمازی ہیں۔ قرآن بہت پڑھتے ہیں۔ روزے رکھتے ہیں۔ زکوٰۃ دیتے ہیں۔ اگر اس پر بھی وہ مسلمان نہیں۔ تو بڑی حسرت اور حیرت کا مقام ہے۔ میں ایک بات کہتا ہوں کہ "ایسی ہی بدبخت قوم کا تذکرہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحیحین کی احادیث میں فرمایا ہے کہ جو قرآن کریم کی تلاوت بھی کرے گی۔ اور بظاہر سچے مسلمانوں سے بھی زیادہ نمازیں پڑھے گے۔ اور روزہ رکھے گی۔ مگر ان کا قرآن ان کے حلقوم سے آگے نہ بڑھے گا۔ اور وہ اسلام میں سے ایسی نکل چکی ہوگی جیسے تیر شکار کا جسم چھید کر صاف نکل جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر میں نے ان کو پایا تو عاد و ثمود کی طرح ان کو قتل کروں گا" حق تعالیٰ شانہٗ اپنی پناہ میں رکھے۔ اور اس دنیا سے ایمان پہ اٹھائے کہ یہ مقام بڑے خوف اور عبرت کا ہے۔

شہادت: مسٹر محمد علی لاہوری نے اس امر پہ مرزا غلام احمد کا اپنا الہام پیش کیا ہے کہ میں اپنی جماعت کے لئے پھر قادیاں مل جانے کی دعا کر رہا تھا تو یہ الہام ہوا کہ زندگی کے فیشن سے دور جا پڑے فسحقہم تسحیقا

(پیغام صلح ۱۶ نومبر ۱۹۴۹ء بحوالہ تذکرہ ۲۷۲)

مفسر قرآن علامہ عبداللہ یوسف علی صاحب

سابق پرنسپل اسلامیہ کالج۔ لاہور

میرا ایمان ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ختم المرسلین کا اقرار ارکان ایمان میں سے ایک ضروری رکن ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آخری نبی ہونے میں کسی قسم کی تاویل کی گنجائش نہیں۔ جہاں تک اسلامی لٹریچر کا تعلق ہے اس مسئلہ کی حقیقت ہی واضح ہے جیسی توحید کی۔ یہ ایک بات غیر ممکن ہے۔ کہ کوئی شخص نصوص قرآنی کے علی الرغم اس خیال کو اسلامی نقطہ نگاہ سے صحیح سمجھے تو یہ بھی محالات دینی میں سے ہے کہ ختم نبوت کے مسلک کو چھوڑ کر دوسرا زاویہ نگاہ اختیار کیا جائے۔

ختم نبوت

ختم نبوت۔ تکمیل دین اور ضروریات شرعیہ تینوں مترادف الفاظ ہیں۔ مسلمان یہ یقین رکھتا ہے۔ کہ اسلام قیامت تک کے لئے کامیاب اور واحد دستور العمل ہے۔ مسلمان کا ایمان ہے۔ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کامل جامع اور آخری نبی تھے۔ اور آپ کے بعد کسی قسم کی نبوت اور رسالت کا احیاء ملت کے قوائے ایمانی کے لیے سخت مضر ہے۔ نبوت اگر جاری رہتی تو اس کے لئے اولین مستحق وہ خوش قسمت لوگ تھے۔ جنہوں نے انوار نبوت سے سب سے زیادہ استفادہ کیا۔ اور جب وہ لوگ باوجود اس قدر رفعت منزلت صرف اطاعت پر نازاں اور خوش رہے۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم حد سے بڑھ کر استحقاق دین کا ارتکاب کریں۔

مدعیان نبوت اور عصبی امراض

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد مدعی نبوت کوئی صحیح الدماغ آدمی ہے۔ تو وہ کسی طرح بھی شائستہ اور قابل احترام نہیں۔ اسلامی کتب میں مسیلمہ کو کذاب کہا گیا ہے اس لئے حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام کے بعد ہر مدعی نبوت

اپنے کو مسلمانوں کے سامنے بطور معیار کفر و اسلام پیش کرے جھوٹا کہا جائے گا۔ میرے خیال میں اس نوع کے تمام لوگ عصبی مرض میں مبتلا ہوتے ہیں۔ اس لئے اس قسم کے دعاوی کا انتساب ان کی طرف سے کچھ تعجب نہیں

مرزا غلام احمد قادیانی آنجہانی کا مذہبی لٹریچر ہرگز ایسی اہمیت نہیں رکھتا کہ اس کا پڑھنا اہل ذوق اور اہل علم کے لئے از قبیل ضروریات ہو۔ اس لئے قدرتاً میرے جیسا انسان اس کے مطالعہ سے دور رہا ہے۔ میں نہیں جانتا کہ مرزا کے دعاوی اور دلائل کیا ہیں۔ لیکن مجھے جمہور علماء اسلام کے علم پر پورا بھروسہ اور اعتماد ہے۔ اس لئے میں مرزا کے متعلق علماء اہل سنت والجماعت سے الگ کوئی رائے نہیں رکھتا۔ (عبداللہ یوسف علی)

نوٹ: مرزا غلام احمد قادیانی نے خود اقرار کیا ہے۔ کہ مجھ کو مراق ہے۔ بدر ۷ر جون ۱۹۰۶ء اور مراق کا ذکر مرزا بشیر احمد ابن غلام احمد نے ہسٹریا کیا ہے سیرۃ المہدی جلد اول صفحہ ۱۳) ڈاکٹر شاہ نواز خان صاحب نے ریویو اگست ۱۹۲۶ء میں لکھا ہے۔ کہ جس کو ہسٹریا ہو نبی نہیں ہو سکتا۔ اب مرزا بشیر الدین کے متعلق ان کے مریدوں کا کیا خیال ہے۔ وہ بھی بشیر الدین کے الفاظ میں سن لیں "لوگ میری ان حرکات کو ایک پاگل کی حرکات سے زیادہ نہیں سمجھتے رہے۔ گو وہ میرا ادب اور لحاظ کرتے ہوئے یہ الفاظ استعمال کیا کرتے تھے۔ کہ ان کو کچھ وہم سا ہو گیا ہے"
(الفضل ۹ر دسمبر ۱۹۳۶ء)

سارے مرزائیوں کے متعلق ان ہی کے امام کا فتویٰ بھی سن لیں اور یہ شکایت خود اس جماعت کے قائد کو ہے۔ کہ ________۔ کہ ان کی جماعت کا دماغی توازن قائم نہیں رہا" (پیغام صلح ۷ر ستمبر ۱۹۳۹ء)

ترجمانِ حقیقت علامہ محمد اقبال مرحوم کا فیصلہ

علامہ محمد اقبال مرحوم کے متعلق صرف اتنا ہی کہہ دینا سب سے بڑی شہادت ہے۔ کہ قائد اعظم رح نے ان کے حق میں فرمایا تھا۔ کہ "وہ میرے لئے ہادی تھے:
(ڈان اقبال نمبر)

(۱) اسلام کی وحدت کے لئے خطرہ

ہر ایسی مذہبی جماعت جو تاریخی طور پر اسلام سے وابستہ ہو۔ لیکن اپنی بنیاد نئی نبوت پر رکھے۔ اور بزعم خود اپنے الہامات پر اعتقاد نہ رکھنے والے تمام مسلمانوں کو کافر سمجھے۔ مسلمان اسے اسلام کی وحدت کے لئے خطرہ تصور کرے گا اور یہ اس لئے کہ اسلامی وحدت ختم نبوت ہی سے استوار ہوتی ہو۔

(۲) یہودیت کا عنصر

قادیانیت باطنی طور پر اسلام کی رُوح اور مقاصد کے لئے مہلک ہے۔ اس کا حاصل خدا کا تصور کہ جس کے پاس دشمنوں کے لئے لاتعداد زلزلے اور بیماریاں ہوں۔ اس کا نبی کے متعلق نجومی کا تخیل اور اس کا رُوحِ مسیح کے تسلسل کا عقیدہ وغیرہ یہ تمام چیزیں اپنے اندر یہودیت کے اتنے عناصر رکھتی ہیں۔ گویا یہ تحریک ہی یہودیت کی طرف رجوع ہے"

نوٹ: مرزا غلام احمد قادیانی نے اقرار کیا ہے کہ ہماری جماعت بنی اسرائیل سے مشابہ ہے۔ (تذکرہ ۴۸۹)

(۳) حکومت کی وفادار

"ہندوستان میں کوئی ٹھے باز اپنے اغراض کی خاطر ایک نئی جماعت کھڑی کر سکتا ہے۔ اور یہ لبرل جماعت اصل حکومت کی وحدت کی ذرہ بھر بھی پروا نہیں کرتی۔ بشرطیکہ یہ مدعی اسے اپنی اطاعت اور وفاداری کا یقین دلائے اور اس کے پیرو حکومت کا محصول ادا کرتے رہیں"

نوٹ: مرزا صاحب نے لکھا ہے۔ کہ انگریزی حکومت تمہارے لئے ایک رحمت ہے۔ تمہارے لئے ایک برکت ہے
(تبلیغ رسالت صفحہ ۱۲۲، ج ۱۰)

(۴) اقبال کی مرزائیوں سے بیزاری

ذاتی طور پر اس تحریک سے میں اس وقت بیزار ہوا تھا. جب ایک نئی نبوت بانیٔ اسلام کی نبوت سے اعلیٰ تر نبوت کا دعویٰ کیا گیا. اور تمام مسلمانوں کو کافر قرار دیا گیا بعد میں یہ بیزاری بغاوت کی حد تک پہنچ گئی. جب میں نے تحریک کے کارکنوں کو اپنے کانوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق نازیبا کلمات کہتے سنا. درخت جڑ سے نہیں پھل سے پہچانا جاتا ہے؟

(۵) مسلمانوں کے متعلق مرزائیوں کا عقیدہ

"ہمیں قادیانیوں کی حکمت عملی اور دنیائے اسلام سے متعلق ان کے رویہ کو فراموش نہ کرنا چاہیئے. بانیٔ تحریک نے ملت اسلامیہ کو سڑے ہوئے دودھ سے تشبیہ دی ہے. اور اپنی جماعت کو تازہ دودھ سے اور اپنے مقلدین کو ملت اسلامیہ سے میل جول رکھنے سے اجتناب کا حکم دیا تھا. علاوہ بریں ان کے بنیادی اصولوں سے انکار، اپنی جماعت کا نیا نام مسلمانوں کی قیام. نماز سے قطع تعلق. نکاح وغیرہ کے معاملات میں مسلمانوں سے بائیکاٹ اور ان سب سے بڑھ کر یہ اعلان کہ تمام دنیائے اسلام کافر ہے. یہ تمام امور قادیانیوں کی علیحدگی پر دال ہیں. بلکہ واقعہ یہ ہے کہ وہ اسلام سے اس سے کہیں زیادہ دور ہیں. جتنے سکھ، ہندوؤں سے."

(۶) مرزائیوں کا ہندو سے ساز باز

اور یہ بات بھی بدیہی ہے کہ قادیانی بھی مسلمانان ہند کی سیاسی بیداری سے گھبرائے ہوئے ہیں. کیونکہ وہ محسوس کرتے ہیں کہ مسلمانان ہند کی سیاسی نفوذ کی ترقی ہے. ان کا یہ مقصد یقیناً فوت ہو جائے گا. کہ پیغمبر عرب کی امت سے ہندوستانی پیغمبر کی ایک نئی امت تیار کریں. میں نے قادیانیت کے متعلق جو بیان دیا تھا. اس سے پنڈت جی اور قادیانی دونوں پریشان ہیں. غالباً اس کی وجہ یہ ہے مختلف وجوہ کی بناء پر دونوں اپنے دل میں مسلمانان ہند کے مذہبی اور سیاسی استحکام کو پسند نہیں کرتا.

(۷) قادیانی سیاست میں مسلمانوں کیساتھ کیوں ہیں

قادیانیوں نے اپنی جداگانہ سیاسی حیثیت کا مطالبہ نہیں کیا. کیونکہ وہ جانتے ہیں. کہ مجالس قانون ساز میں ان کی نمائندگی نہیں ہو سکتی. نئے دستور میں اقلیتوں کے تحفظ کا علیحدہ لحاظ رکھا گیا ہے. لیکن میرے خیال میں قادیانی حکومت سے علیحدگی کا مطالبہ کرنے میں پہل نہ کریں گے

(۸) ملت اسلامیہ اور حکومت کو خطاب

"ملت اسلامیہ کو اس مطالبہ کا پورا پورا حق حاصل ہے. کہ قادیانیوں کو علیحدہ کر دیا جائے. اگر حکومت نے یہ مطالبہ تسلیم نہ کیا. تو مسلمانوں کو شک گذرے گا. کہ حکومت اس نئے مذہب کی علیحدگی میں دیر کر رہی ہے. حکومت نے ۱۹۱۹ء میں سکھوں کیطرف سے علیحدگی کا انتظار نہ کیا. اب وہ قادیانیوں سے ایسے مطالبہ کے لئے کیوں انتظار کر رہی ہے"۔

(حرف اقبال از صفحہ ۱۲۲ تا ۱۴۰)

محکوم کے الہام سے اللہ بچائے
غارت گر اقوام ہے وہ صورت چنگیز

الحمد للہ. حکومت پاکستان نے قادیانیوں کو آئینی طور پر بھی غیر مسلم قرار دے دیا. اللہ تعالیٰ محنت کرنیوالوں کو اجر عظیم عطا فرمائے.

ترتیب: منظور احمد الحسینی

آپ کے مسائل کا جواب

حضرت مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانوی مدظلہ

تعویز کے ذریعہ علاج

سائل: عبدالقادر میمن ج - 117 - A - کراچی

س تعویز کے ذریعہ مریض کا علاج کرنا کیسا ہے کیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کوئی "رواج تھا اگر نہیں تو یہ طریقہ اختیار کرنا گناہ کا موجب نہیں ہوگا؟

ج آیات واحادیث کا بطور علاج پھونکنا جائز ہے اور حدیث سے ثابت ہے تعویز بھی اسی کے حکم میں ہے۔

س پیر و مرشد کو لینا کیسا ہے؟

ج اپنے نفس کی اصلاح اور نفس کی بیماریوں کا علاج کرنے کے لیے کسی پابند شریعت و متبع سنت سے تعلق قائم کرنا ضروری ہے کیونکہ یہ اصلاح نفس کا مقصد ہے۔

س "کعبہ" "مسجد نبوی" یا کسی مقدس مقامات کی تصویریں مسجدوں یا گھروں میں لگانا درست ہے یا نہیں!

ج غیر جاندار کی تصویریں جائز ہیں مگر ان کے ساتھ اصل کا سا معاملہ کرنا جائز نہیں۔

س "چلہ" "تین چلہ" پر تبلیغی جماعت اصرار کرتی ہے۔ یہ بدعت کہلائے گا یا نہیں؟

ج "چلہ" "تین چلہ" بدعت نہیں۔ دین سے تعلق پیدا کرنے کا ایک تجرباتی نصاب ہے۔ جس طرح دوسرے نصاب بدعت نہیں اس طرح یہ بھی بدعت نہیں۔

س شادی کی دعوت دے کر لوگ نیوتا وصول کرتے ہیں نیوتا دینا چاہیئے یا نہیں یا کوئی تحفہ دینا چاہیئے!

ج نیوتا (جس کو قرض سمجھا جاتا ہے) جائز نہیں تحفہ دینے کی اجازت ہے۔

س انعامی بانڈ سے حاصل شدہ رقم حلال ہے یا حرام!

ج جائز نہیں۔

س ایک ہی چیز مختلف ریٹ پر فروخت کی جا سکتی ہے یا نہیں!

ج کی جا سکتی ہے۔

س کسی جائز کام کے عوض کوئی شخص رشوت طلب کرے تو مجبوراً رشوت دی جا سکتی ہے یا نہیں!

ج اگر رشوت نہ دینے سے حق ضائع ہوتا ہو تو توقع ہے کہ دینے والے کی پکڑ نہیں ہوگی لینے والا بہرحال میں گنہگار ہے

ذکری فرقہ کو زکوٰۃ دینا

سائل: غلام محمد ماری پور روڈ۔ کراچی

س میں شیر شاہ کے علاقے میں زکوٰۃ کمیٹی کا ممبر ہوں۔ میں جہاں رہتا ہوں وہاں زیادہ تر ذکری لوگ رہتے ہیں، جو "کعبہ" "کوہ مراد" میں سمجھتے ہیں، نماز نہیں پڑھتے آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں مانتے اور ہم کو نمازی مسلمان کہتے ہیں کیا ان کو زکوٰۃ دینا درست ہے یا نہیں۔ ہم اپنے علاقے سے باہر کسی بیوہ یا مستحق کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں یا نہیں!

ج ذکری فرقہ کے لوگ مسلمان نہیں ہیں۔ کسی قادیانی، ذکری آغا خانی کو دینے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔ محلہ کے باہر

مستحق کو دینے سے زکوٰۃ ادا ہو جائے گی ۔

گانے کی آواز والا گھڑیال مسجد میں لگانا

سائل : مشتاق احمد کراچی ۲۵

س آج کل ایسی قسم کا گھڑیال ایجاد ہوا ہے جو ہر پندرہ منٹ بعد ایسا الارم دیتا ہے کہ جس کی آواز مشابہ مزامیر ہوتی ہے (یعنی ٹال ٹین ٹوں کبھی نرم کبھی تیز) کیا ایسے گھڑیال کا مسجد میں نصب کرنا جائز ہے ؟

ج ایسا گھڑیال مسجد میں لگانا درست نہیں ۔

س گھڑی جو بازو پر باندھی جاتی ہے اس کے ساتھ جو اسٹیل کا چین ہوتا ہے ۔ چین لوہے کے کڑے کا حکم رکھتا ہے یا نہیں اور چین والی گھڑی باندھ کر نماز پڑھنے میں کچھ حرج ہے یا نہیں ؟

ج چین گھڑی کے تابع ہے اس لیے جائز ہے ۔

دیندار انجمن کے بارے میں چند سوالات

حاجی محمد شفیع نیو کراچی

س حکومت پاکستان نے مورخہ ۹ اپریل ۱۹۸۱ء کو اخبار جنگ میں حکم صادر فرمایا کہ قادیانی گروپ ۱ (احمدی و قادیانی) لاہوری گروپ ۲ دونوں غیر مسلم ہیں ۔ آیا دیندار انجمن جو صدیق چن بسویشور کی جماعت ہے وہ احمدی اور غیر مسلم ہیں یا نہیں؟

ج "دیندار انجمن" قادیانیوں ہی کی ایک شاخ ہے اس کے لیے رسالہ "بھیڑ کی صورت میں بھیڑیا" از مفتی رشید احمد صاحب کو دیکھ لیا جائے ۔

س نیو کراچی ۵۔ڈی مسجد فلاح دارین میں پیش امام جناب مولوی محمد یاسین علی صاحب انجمن دیندار چن بسویشور ہیں نماز پڑھاتے ہیں جمعہ میں تقریر فرماتے ہیں ۔ صبح کی نماز کے لیے لاؤڈ سپیکر کے ذریعے لوگوں کو نماز پڑھنے کے لیے بلاتے ہیں ۔ آیا ان کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں ؟

ج جو شخص "دیندار انجمن" کا رکن ہو وہ مسلمان نہیں ہے اس کے پیچھے نماز جائز نہیں مسلمانوں کو چاہیئے کہ اس شخص کو امامت سے فوراً ہٹا دیں ۔

س جو شخص یٰسین علی انجمن دیندار صدیق چن بسویشور کے پیچھے نماز پڑھے اور اپنے گھر قرآن خوانی کرانے پر محمد یٰسین صاحب کو مدعو کرے اور دسترخوان پر کھانا کھلائے یعنی اس کی اعانت کرے کیا اس کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے وہ شخص کیسا ہے ؟

ج جن لوگوں کو اس کے عقائد کا علم نہیں تھا وہ تو معذور ہیں لیکن اس شخص کے بے ایمان ہونے اور بے دین ہونے کا علم ہو جانے کے بعد جو لوگ اس سے میل جول رکھیں ان کے پیچھے بھی نماز نہیں ہوتی ۔

س جماعت انجمن دیندار چن بسویشور کا کوئی شخص مسجد اہل سنت میں داخل ہو کر اہل سنت کے ساتھ نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں ؟

ج دیندار انجمن کا کوئی شخص مسلمانوں کی مسجد میں نہیں آنا چاہیئے جب تک وہ اپنے عقائد سے توبہ نہ کرے ۔

ایک واقعہ

مہاشہ کرشن نے اپنے ایڈیٹر لالہ وزیر چند کو مولانا ظفر علی خاں کے ہاں بھیجا کہ پرتاب کے ہفتہ وار ایڈیشن کے لیے غالب کے مشہور مصرعے "خاک ہو جائیں گے ہم تم کو خبر ہونے تک" کی زمین میں شعر کہلوا لاؤ! "شعر غزل کے ہوں" مولانا سن کر مسکرائے غزل کے شعر؟ پھر حقہ کا ایک لمبا کش کھینچا ـــ معمولاً سوچ میں پڑ گئے اور کھٹ سے مصرع ہو گیا ۔

دل گیا شرم گئی ساتھ ہی ایمان بھی گیا ۔

لالہ وزیر چند جھومنے لگے ۔ غزل کا مصرعہ ہو گیا اور فوراً ہی دوسرا مصرعہ بھی حاضر تھا ۔

دل گیا شرم گئی ساتھ ہی ایمان بھی گیا
قادیاں تیرے شبستان میں گزر ہونے تک

"ظفر علی خاں" صفحہ ۶۵/۶۶
مصنفہ شورش کاشمیری

بقیہ:۔ ابتدائیہ

ایسے قوانین کے نفاذ میں حق بجانب ہے یا نہیں ؟ اور یہ کہ ان احکامات کا نفاذ کس انداز میں ہو رہا ہے ؟ ہم صرف یہ دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کے لیے تو جمعہ کی تقریر میں لاؤڈ سپیکر کا استعمال شجرۂ ممنوعہ ہے۔ لیکن جو لوگ بقول جناب صدر کافروں سے بھی بدتر ہیں" ان کے لیے ؟ کیا اس پر شیخ سعدیؒ کی وہی مثال صادق نہیں آتی کہ :

"سنگہا را بستہ و سگہا را کشادہ ؟"

اور اس قسم کے حالات سے استدلال کرتے ہوئے جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ "موجودہ حکومت کی پالیسی جس قدر قادیانیت کے فروغ کا موجب بن رہی ہے اس کی مثال گذشتہ ادوار میں نہیں ملتی"، تو کیا وہ بے جا کہہ رہے ہیں ۔ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے غداروں کی اس طرح ناز برداریاں کرنے والوں کو سوچنا چاہیئے کہ وہ کل کو محمدؐ اور ربِ محمدؐ کو کیا منہ دکھائیں گے ؟

بقیہ :۔ اعتراض کا جواب

اکملت لکم دینکم دین کامل ہے۔ اور وحی نبوت کی حاجت نہیں۔ بلاضرورت کام کرنا شانِ خداوندی کے خلاف ہے۔ اس سے قبل ان پر وحی نبوت نازل ہوچکی۔ نزول کے بعد ان پر وحی الہام ہو گی نہ کہ وحی نبوت۔

باقی رہا مسیح ابن مریم کے نزول کا عقیدہ۔ پس خود مرزا صاحب مسلمانوں کے عقیدے کے موافق اس کو تواتر کا اول درجہ مان چکے ہیں۔ مرزا صاحب "ازالہ اوہام" صفحہ ۱۴۱ پر لکھتے ہیں۔

"مسیح ابن مریم کے آنے کی پیشگوئی ایک اول درجہ کی پیشگوئی ہے۔ جس کو سب نے بالاتفاق قبول کر لیا ہے۔ اور جس قدر صحاح میں پیشگوئیاں لکھی گئی ہیں کوئی پیشگوئی اس کے ہم پہلو اور ہم وزن ثابت نہیں ہوتی۔ تواتر کا اول درجہ اس کو حاصل ہے۔"

بقیہ :۔ کاروانِ ختم نبوت

کھپرو (سندھ)

کھپرو سے مولانا عرفان قادری لکھتے ہیں کہ ماہ جنوری میں بطل حریت علامہ سید نور الحسن شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنے مالک حقیقی سے جا ملے ابھی یہ صدمہ دور نہ ہوا تھا کہ جمعہ ۲۰ جنوری کو جامع مسجد کھپرو میں دو بجے دوران تقریر ایک دوست نے اطلاع دی کہ مجاہد ختم نبوت فخر العلماء حضرت مولانا تاج محمود صاحب کے انتقال کی خبر ا بجے ریڈیو پر نشر ہوئی ہے۔ یہ سنتے ہی طبیعت پر قابو پانا مشکل ہو گیا۔ چند منٹ کے بعد طبیعت سنبھلی تو حضرت مولانا کے دینی کارناموں پر مختصر روشنی ڈالی۔ پوری جماعت نے اس صدمہ کو محسوس کیا اور ان کے حق میں مغفرت اور پسماندگان کے لیے صبر جمیل کی دعا کی۔ آخر میں ایک قرار داد پاس ہوئی۔

کھپرو جامع مسجد کا یہ عظیم الشان اجتماع مجاہد ختم نبوۃ حضرت مولانا تاج محمودؒ صاحب وفات حسرت آیات پر گہرے دلی رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے خدائے قدوس کی بارگاہ میں دست بدعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیبِ محترم کے صدقے میں مولانا مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے مرحوم نے تمام عمر ختم نبوت کے تحفظ میں گذاری دین کی بے لوث حفاظت اور دین کی خدمت کے جذبہ نے انہیں انتہائی جسمانی کمزوری اور بیماری میں بھی چین سے نہ بیٹھنے نہ دیا۔ مرحوم مرتدین کے لیے ایک ننگی تلوار تھے۔

اللہ تعالیٰ ان کی سعی جمیلہ کو عظیم درجہ قبولیت عطا فرما کر جماعت کو بالخصوص اور مسلمانان پاکستان کو بالعموم ان کا بدل مرحمت فرمائے آمین۔ کھپرو کی جماعت اپنے عظیم رہنما کے غم میں برابر کی شریک ہے۔

WEEKLY **Khatme-Nubbuwat** KARACHI
قران نمبر ۱۶۷/۱ Registered S. No. 3220

حمید لکھنوی

انوارِ بیت اللہ

جلوہ کعبہ سے دل بے ہوش ہے — کس غضب کا آج کیف و جوش ہے
دیکھ کر انوارِ بیت اللہ کے — دل ہے سکتے میں زباں خاموش ہے
محو کر دیتی ہے آوازِ اذاں — جس کو دیکھو، وہ سراپا گوش ہے
پردۂ کعبہ پہ کیوں نظریں ہیں لوٹ — کیا وہ اس پردہ میں خود رُوپوش ہے
سایۂ میزابِ رحمت میں ہوں میں — وا حطیمِ[1] پاک کی آغوش ہے
جھومتی آتی ہے طیبہ سے گھٹا — کس قدر ابرِ کرم کا جوش ہے
چاہ زمزم پر کھڑے ہیں تشنہ لب — ہر طرف گلبانگِ نوشا نوش ہے

ساقی کوثر کی دھن ہے، اور حمید
بے پیے سرشار ہے، مدہوش ہے

[1] خانہ کعبہ کا وہ شمالی صحن جو بشکل آغوش ایک قوسی دیوار سے گھرا ہوا ہے ۔ اسے "حطیم" کہتے ہیں ۔ کعبۃ اللہ کے ساتھ اس کا بھی طواف ہوتا رہتا ہے ۔